سُوۡرَۃُ النِّسَاء کی تفسیر Lesson 1: An-Nisa (Ayaat 1 - 6): Day 3

یہاں پر ہم اسلام میں چار شادیوں کی بات کرینگے۔

اسلام نے چار شادیوں کا حکم نہیں دیا بلکہ حد لگائی ہے۔ اسلام سے پہلے دورِ جاہلیت میں مرد کئی کئی طلاقیں دیتے اور پھر رجوع کر لیتے۔ عورتیں کئی سال تک نہ بیوی ہوتیں نہ بیوہ۔ اسلام سے پہلے نہ تو طلاق کی حد تھی اور نہ ہی شادیوں کی۔ مرد دَس دَس شادیاں کرتے بلکہ پچھلی شریعتوں میں تو سو شادیوں کا بھی تصور ملتا ہے۔ حضرت سلیمانؑ کی سو بیویوں کا تذکرہ ہمیں بخاری شریف میں ملتا ہے۔ حضرت داوٗدؑ کی ننانوے بیویوں کا ذِکر ہمیں قرآن پاک سے ملتا ہے۔

یہ اُس معاشرے کی عام بات تھی کہ جتنی مرضی بیویاں کر سکتے ہیں۔ جیسے بچے جتنے مرضی ہو جاتے، جتنے اللہ دیتا لے لیتے۔ مرد جتنی مرضی شادیاں کر لیتے۔ لیکن پھر ذمّہ داریاں پوری نہ کرتے۔ لیکن پھر اسلام نے حد مقرّر کر دی ہے۔

اسلام نے حکم نہیں دیا کہ چار شادیاں کر لو بلکہ حد مقرر کر دی کے چار سے زیادہ نہیں کر سکتے۔

ایک مرد ایک وقت میں چار سے زیادہ بیویاں نہیں رکھ سکتا۔ اُن کی ذمّہ داریاں پوری کرے، اُن کی دیکھ بھال کرے۔ اُن کا خیال رکھے۔

اگر ہم ان الفاظ پر غور کریں تو اللہ تعالیٰ کا مشورہ کیا دِکھتا ہے؟

فَانۡكِحُوۡا مَا طَابَ لَـكُمۡ مِّنَ النِّسَآءِ مَثۡنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ‌ۚ فَاِنۡ خِفۡتُمۡ اَلَّا تَعۡدِلُوۡا فَوَاحِدَةً اَوۡ مَا مَلَـكَتۡ اَيۡمَانُكُمۡ‌ؕ ذٰ لِكَ اَدۡنٰۤى اَلَّا تَعُوۡلُوۡا ؕ‏ ﴿۳﴾

تو اور عورتوں سے جو تم کو پسند ہوں نکاح کر لو دو دو (عورتوں سے) اور (تین تین عورتوں سے) اور چار چار (عورتوں سے) پس اگر تم کو احتمال اس کا ہو کہ عدل نہ رکھو گے تو پھر ایک ہی (بی بی پر بس کرو) یا جو لونڈی تمھاری ملک میں ہو (وہی سہی) اس (امر مذکور) میں زیادتی نہ ہونے کی توقع قریب تر ہے۔

اللہ کا مشورہ " فَوَاحِدَةً" یہی ہے۔ یہ ایک سے زیادہ کی تو رُخصت دی گئی ہے۔ ہر ایک کی شادی 16 سال کی کنواری لڑکی سے نہیں ہوتی اور نہ ہی ہر دوسری شادی کسی سیکرٹری سے ہوتی ہے۔ یہ وہ موضوع ہے جس پر دین سے دُور افراد جان بوجھ کر یہ موضوع چھیڑتے ہیں کہ قران کا حکم کیا ہے؟

اور نبی کریمؐ کی اتنی بیویاں تھیں۔ اپنی چہرے پر کوئی سُنّت نظر ہی نہیں آتی۔ اور کچھ مرد حضرات بیوی کو دھمکیاں دیتے رہتے ہیں کہ سیدھی ہو جاؤ ورنہ دوسری لے آؤں گا۔

آج کے دور میں کوئی ایک ہی بیوی کو خوش رکھ لے تو بڑی بات ہے۔ دوسری شادی کرنے کی شرط انصاف کرنا بھی ہے۔ اللہ کے نبیؐ نے فرمایا کہ جس مرد کی ایک سے زیادہ بیویاں ہوں اور وہ اُن میں عدل نہ کرے تو قیامت کے دِن وہ آدھے دھڑ کے ساتھ آئے گا۔ (فالج زدہ جسم کے ساتھ)

(نور القرآن کی سبیل الجنّۃ کورس کتاب میں پارہ ایک سے پارہ پانچ تک کی تمام متعلقۃ بخاری کی احادیث دی گئی ہیں)

یہ سورت تو مردوں کو ضرور پڑھنی چاہئیے۔ اس میں عورتوں کے حقوق کی بات کی گئی ہے۔

آگے ہم پڑھیں گے کہ مرد عورتوں کے قوّام ہیں۔ مرد کی ذمّہ داری ہے کہ کما کر لائے۔ گھر کے اخراجات کی ذمّہ داری سنبھالے۔ عورت کی اپنی گھریلو ذمّہ داریاں ہیں۔

اسلام ہمیں ایک خوبصورت نظام دیتا ہے۔ ہم نے خود اپنے گھریلو نظام کو خراب کیا ہے۔

اسلام چار شادیوں کی اجازت کیوں دیتا ہے؟ کیونکہ بعض حالات میں مردوں کی تعداد کم ہوگئی تھی۔

(Facts & Figures کے لئے نورالقرآن کی پچھلے سال کی تفسیر سُنیں۔)

دوسری جنگِ عظیم کے بعد مردوں کی تعداد بہت کم ہوگئی۔ تو جن خواتین کی شادی ہوتی وہ خوشی سے اپنا خاندانی نام چھوڑ کر اپنے مرد کا نام اپنے نام کے ساتھ لگا لیتیں۔ ہم نے بھی یہ رواج مغربی خواتین سے کاپی کیا ہے۔ اسلامی نظام تو یہی ہے کہ عورت کے نام کے ساتھ اُس کے والد کا نام لگتا ہے۔

دُنیا میں مردوں کی کمی کی وجہ سے ایک سے زیادہ شادیوں کی اجازت دی گئی تھی۔

ہم نے اس کو اللہ کا حکم سمجھ کر خاموشی اختیار کرنی ہے کوئی بحث نہیں کرنی یا بڑھ چڑھ کر اس کے خلاف نہیں بولنا۔ اگر میرے رَبّ نے اجازت دی ہے تو ضرور کوئی حکمت ہے اور مردوں کو بھی اس بات کو دھمکی نہیں بنانا چاہیئے۔ بلکہ ذمّہ داری سمجھیں اور عدل و انصاف سے کام لیں۔ اللہ سے ڈریں۔

آپ کے لئے مشورہ ہے کہ کبھی اِس موضوع کو میاں بیوی کے درمیان نہ چھیڑیں۔ مرد کی چار شادیوں پر کبھی بحث نہ کریں۔ اگر کسی مرد کو اس موضوع پر بات کرنے کا شوق ہے تو آپ کچھ نہ بولیں۔ نہ ہاں نہ نہیں، نہ مسکراہٹ نہ تنقید۔ صرف عدم توجہی اختیار کریں اور اگنور کر دیں۔

نہ تو آپ مذاق کریں۔ کیونکہ یہ اللہ کا حکم ہے اور نہ آپ کسی قسم کی ذاتی رائے کا اظہار کریں۔

یہ فطری بات ہے کہ کوئی عورت اپنا مرد شئیر نہیں کرنا چاہتی۔ لیکن اُن عورتوں کا بھی سوچیں۔ جن کے پاس ایک مرد بھی نہیں ہے۔ جب پاکستان بنا تو اُس وقت جوان لڑکی کو گھر میں رکھنے کا واحد طریقہ اُن سے نکاح ہی تھا۔ اس طرح اُسکو محرم اور ذمہ داری سنبھالنے والا مل جاتا۔

آج بھی اگر امریکہ کے اعداد و شمار دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ دُنیا میں عورتیں زیادہ ہیں۔ اگر پوری دُنیا میں تمام مرد و خواتین کی شادیاں کرنی ہوں تو لاکھوں عورتیں شادی / شوہر کے بغیر رہ جائینگی۔ کیونکہ مرد کم ہیں اور خواتین زیادہ۔ اس ایشو کو اپنے اوپر نہ لیں بلکہ اُس عورت کا سوچیں جس کے پاس شوہر نہیں ہے۔

ایک سے زیادہ شادیوں کو Polygamy کہتے ہیں۔ میرے پاس ایک کتابچہ ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جن معاشروں میں ایک سے زیادہ شادی کی اجازت نہیں وہاں کیا ہوتا ہے؟ وہاں شادی ہی نہیں کرتے لیکن شادی کے بغیر زنا ہو رہا ہے۔ لوگ پارٹنر بدل لیتے ہیں۔ آج ایک کل دوسری۔ دوسری صورت یہ کہ بیوی تو گھر میں ایک رکھی ہے لیکن باہر گرل فرینڈز رکھی ہوئی ہیں۔ تیسری صورت یہ کہ ایک شادی کی پھر اُس کو چھوڑا دوسری کی اُس کو چھوڑا تیسری کی۔۔۔ ایک مرد چھ یا دس شادیاں کرتا ہے۔

اسلام ایک خوبصورت نظام دیتا ہے۔ جس میں عورت کے حقوق کی حفاظت کی گئی ہے اور مرد اگر دوسری یا تیسری شادی کرتا ہے تو پوری ذمّہ داری لیتا ہے۔ نبی کریمؐ کی ایک سے زیادہ شادیوں کے پیچھے کئی حکمتیں تھیں۔ ہر شادی کے پیچھے ایک کہانی ہے۔ قوانین اور رسمیں تبدیل کی گئیں۔

نورالقرآن ویب سائٹ سے خانوادۂ نبوت کے نام پر لیکچر سُنیں۔

ہمارے ہاں کلچر کیا ہے کہ مرد ویسے چاہے جو مرضی باہر کرے لیکن شادی کے نام پر تنقید ہوتی ہے۔ بہت کم مرد دوسری شادی کرتے ہیں۔ ہم مردوں کا زنا اور بدکاری تو برداشت کرتے ہیں لیکن شادی نہیں۔ اس ایشو کو کم سے کم ڈسکس کریں۔ اگر اللہ کسی پر یہ آزمائش ڈال دے تو برداشت کریں۔

اصل میں یہ مرد کی ذمّہ داری ہے کہ عدل کرے۔ عام طور پر مرد ایک طرف جُھک جاتا ہے۔

آپ اللہ کے حکم کو مان لیں۔ اور اپنا سر جھکا دیں۔

آیت کا اگلا حصّہ ہے؛ مَا طَابَ لَكُمْ ۔۔ جو تم کو پسند ہوں نکاح کر لو۔۔۔

شادی کے موقع پر لڑکی اور لڑکے کی رضامندی بھی چاہئیے۔ شادی سے پہلے اُن کی باہمی پسند بھی ضروری ہے۔ اسلام نے پسند اور رضامندی کا حق دیا ہے۔ عام طور پر لوگ اپنی پسند کا کھانا کھاتے ہیں۔ پسند کے کپڑے پہنتے ہیں۔ یہ بات ذہن میں رکھیں کہ مَا طَابَ لَكُمْ سے جذباتی وابستگی مُراد نہیں ہے۔ کہ پہلے ملیں، ڈیٹنگ اور ہوٹلنگ وغیرہ۔ اس سے ہرگز یہ مُراد نہیں کہ لڑکا لڑکی ایک دوسرے کو اکیلے میں ملیں۔ فون پر گھنٹوں باتیں کریں۔

بلکہ بعض اوقات تو اس طرح کی باتوں سے منگنیاں ٹوٹ جاتی ہیں۔ اور ناراضگی ہی بڑھتی ہے۔

اسلام کیسے شادی کرواتا ہے؟

اگر کسی نے شادی کرنی ہے تو لڑکی سے نہیں کہا جائے بلکہ اُس کے والد کو پیغام دیا جائے کہ میں آپ کی بیٹی سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔ یہ ممکن ہے کہ کوئی پسند آسکتی ہے۔ کہیں جذباتی وابستگی پیدا ہو سکتی ہے۔ دِل میں خیال آجانا گناہ نہیں ہے۔ یہ فطری بات ہے۔ اچھی لڑکی صرف وہیں رُک جاتی ہے۔

آپس کی سیٹنگ یا آگے جانے سے بہتر ہے کہ اَب والدین تک بات پہنچادی جائے۔ باپ نہ ہو تو بھائی سے بات کی جائے۔ لڑکی کے ولی تک بات پہنچادی جائے۔ اچھے سمجھدار گھرانے اس بات کو ایشو نہ بنائیں۔ کہیں سے بھی مناسب رشتہ آئے تو دیکھ بھال کر لیں۔ ایک مسئلہ نہ کھڑا کریں۔

آپ کو کوئی لڑکی پسند آجائے تو پہلے استخارہ کریں۔ اللہ سے مشورہ کریں۔

پھر ہر چیز کو پرکھ لیں۔ کیونکہ صرف شکل سے زندگی نہیں گُزرے گی۔

اللہ کے نبیؐ نے فرمایا کہ شادی کے لئے عموماً لڑکی میں چار چیزیں دیکھی جاتی ہیں۔ اُس کا حُسن، خاندان، دولت اور دین۔

آپ اپنے آپ سے پوچھیں آپ کی ترجیع کیا ہے؟ آج ہمارے اِرد گرد کیا ہو رہا ہے؟ کیا ہمیں حُسن کی پری چاہئیے یا حسب اور خاندان کی پرواہ ہے۔ عام دیکھنے میں آرہا ہے کہ لڑکیوں کے رشتوں میں مشکلات ہیں۔ کیا آپ کو دیندار لڑکی چاہئیے جو بہترین عادات کی مالک ہو جو آپ کی آنے والی نسل کی بہترین تربیت کرے۔ پھر آپ دین اور اخلاق کو ترجیع بنائیں۔

اللہ کے نبیؐ کی ایک حدیث کا خلاصہ ہے کہ جب تمہارے پاس کوئی رشتہ آئے تو اُس کا دین دیکھو۔

ہمارے ہاں عام طور پر کہتے ہیں کہ ہم نے تو حافظِ قرآن لڑکا دیکھا تھا یہ کیسا نکلا۔ یہ دینداری نہیں ہے۔ یا ہم نے عالم لڑکا ڈھونڈا تھا لیکن عادات ایسی ہیں۔ آپ اُس کا طرزِ عمل دیکھیں کہ دین کا عمل پر کتنا اَثر ہے۔ دِل سے دیندار ہے کہ صرف ظاہری عبادات پر زور ہے۔ دیندار اور بااخلاق لڑکا دیکھیں۔ یہ نہیں کہ نماز تو پڑھتا ہے لیکن حقوق العباد کا خیال نہیں رکھتا۔

اَصل بات تو یہ ہے کہ ہم میں سے کوئی بہترین رشتہ نہیں کر سکتا۔ یہ اللہ کے فیصلے ہیں۔ اللہ سے بہت دعائیں کریں۔ اللہ سے مدد مانگیں۔ اللہ نے تو فرمادیا کہ وَالطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِين۔۔سورۃ نور

بچّی کی شادی سے پہلے اُن کو قرآن سکھائیں۔ بیٹے اور بیٹی کی کردار سازی کریں۔ اُن کی تربیت کریں۔

لڑکی دیکھ لی، پسند آگئی لڑکے اور لڑکی کو ایک دوسرے کو دکھادیں۔ گھر میں والدین کی موجودگی میں کوئی بات کرنی ہے تو کرلیں۔ کمپیوٹر یا صرف فوٹو نہ دیکھیں۔ ذاتی طور پر ملیں۔

(انٹرنیٹ سے شادیوں کی کئی طرح کی کہانیاں اور دھوکے سامنے آتے ہیں۔)

اَصل خوبصورتی یہ کہ میاں بیوی کے دِل کیسے ملتے ہیں۔ خوشی اور دلی سکون ملتا ہے۔

جو پوچھنا ہے پہلے پوچھ لیں۔ لڑکا نمازی ہے یا نہیں کمائی حلال ہے یا نہیں۔ اور جب اچھی انڈرسٹینڈنگ ہو جائے، دونوں طرف سے بات پسند آجائے تو اَب یہ نہ ہو کہ لڑکی اور لڑکے کو فون کالز یا آپس میں ملنے کی کھلی چھٹی دے دیں۔ ہرگز نہیں!

نکاح سے پہلے جو بات کرنی ہے سب کے سامنے بیٹھ کر جو بات کرنی ہے کرلیں۔ نکاح سے پہلے لڑکی لڑکے کو اس طرح کی اجازت نہیں ہے۔ منگنی باتیں کرنے کا سرٹیفیکیٹ نہیں ہے۔

آیت کا اگلا حصّہ؛لونڈی والی بات ہم پانچویں پارے کے شروع میں تفصیل سے کرینگے۔

جس طرح ایک باپ اپنی بیٹی کا نکاح کرتا ہے اسی طرح ایک مالک یا امیر اپنی لونڈی کو دوسرے مرد کے نکاح میں دیتا ہے۔

مثال:(اسلامی فوج یاامیر جنگ میں آنے والی خواتین کو اپنے کسی سپاہی کے نکاح میں دیتا)

آج کے زمانے میں یہ حکم نہیں ہے۔اسلام نے یہ حکم ختم کر دیا تھا۔

وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحۡلَةً ‌ؕ فَاِنۡ طِبۡنَ لَـكُمۡ عَنۡ شَىۡءٍ مِّنۡهُ نَفۡسًا فَكُلُوۡهُ هَنِيۡٓـئًا مَّرِیۡٓـئًا

﴿۴﴾ اور تم لوگ بیبیوں کو ان کے مہر خوش دلی سے دیدیا کرو ہاں اگر وہ (بی بیاں) خوش دلی سے چھوڑ دے تم کو اس (مہر میں) کوئی جزو تو تم اس کو کھاؤ مزہ دار خوشگوار سمجھ کر۔ (۴)

حق مہر لفظ طلاق کے موضوع میں بھی آیا تھا وہاں یہ لفظ فریضہ تھا۔

حق مہر کے تذکرے کے بغیر نکاح نہیں ہوتا۔اس کو سفاح کہتے ہیں یعنی پانی بہانا۔یہاں لفظ صدقہ آیا ہے۔ص دق۔خوشی سے،صدقِ دِل سے کچھ دینا۔ صَدُقٰہ ایک لڑکے کا ایک لڑکی سے سنجیدہ ہونا۔ کہ تمہاری ساری زندگی کے لئے ذمہ ّداری اُٹھانے کے لئے سنجیدہ ہونا۔حق مہر لڑکے کو آنے والی ساری زندگی کی ذمّہ داری کے لئے تیار کرتا ہے۔

ہمارے ہاں لوگوں نے حق مہر کو طلاق کے ساتھ جوڑ دیا ہے۔کہ پھر جب طلاق ہوگی تو لڑکی کے پاس کچھ گُزارے کے لئے ہوگا۔یہ غلط بات ہے۔حق مہر کا تعلق نکاح سے ہے۔ نکاح کے وقت حق مہر کا تذکرہ ہوگا۔اگر کوئی مرد اُس وقت ادا نہیں کرتا تو پھر یہ اُس پر قرض ہے،اُس کو بعد میں جب کبھی

توفیق ہو ضرور ادا کرنا ہو گا۔ اگر کوئی مرد وفات پا جائے تو مرد کی وراثت سے عورت کو اپنے حصّے کے علاوہ حق مہر بھی ادا کیا جائے گا۔

حق مہر تحفہ ہے، ایک نذرانہ ہے۔ مرد اپنی بیوی سے ملاقات کی خوشی میں یہ تحفہ دیتا ہے۔

حق مہر کتنا ہے؟

اللہ کے نبیؐ نے اپنی ہر بیوی کا حق مہر ادا کیا۔ کسی کا حق مہر صرف ستّو یا کھجور اور ایک بیوی کا حق مہر 500 درہم تھے۔ ایک بیوی کا حق مہر حبشہ کے نجاشی نے بھی دیا کیونکہ اللہ کے نبیؐ کا وہ نکاح غائبانہ ہوُا تھا۔ وہ وہاں موجود نہیں تھے۔ (جیسے آج کے زمانے میں کوئی ولی یا وکیل فون پر نکاح کر دے)۔

حق مہر مرد کی کمائی کے مطابق ہو گا۔ اگر ہزاروں کماتا ہے تو ہزاروں میں اور اگر لاکھوں کماتا ہے تو لاکھوں میں۔ اللہ اور اُس کے نبیؐ نے کوئی حد مقرر نہیں کی۔

لیکن یہ بات بھی ذہن میں رکھیں کہ حق مہر خوشگوار زندگی کی کوئی ضمانت نہیں دیتا۔

حق مہر لڑکی کے لئے ہے اُس کے والدین کے لئے نہیں ہے۔ کچھ والدین پیسے لے کر بیٹی کا نکاح کرتے ہیں۔ حق مہر لڑکی کا حق ہے۔

حق مہر پیسے بھی ہو سکتے ہیں، زیور یا جائیداد بھی۔ فوراً بھی ادا کر سکتے ہیں (مہر مؤجل یعنی عجلت میں جلدی میں ادا کیا) بعد میں بھی دے سکتے ہیں (مہر غیر مؤجل)۔ لیکن نکاح کے وقت حق مہر کا تذکرہ لازمی ہے، اس کے بغیر نکاح نہیں ہے۔

لڑکا خود بھی ادا کر سکتا ہے اور اُس کے والدین بھی دے سکتے ہیں۔ لیکن ایک دفعہ جو چیز دے دی وہ واپس نہیں لے سکتے۔ وہ تحفہ لڑکی کا ہو گیا۔

اگر لڑکی خود معاف کر دے تو خوشی سے کر سکتی ہے۔ اگر کوئی لڑکی نہیں لیتی تو اُس کی مرضی ہے۔

هَنِيْٓـًٔا یعنی مزے سے کھاؤ۔ مَّرِيْٓـًٔا اور جو چیز کھا پی کر ہضم ہو جائے۔ لذیذ چیز جو طبیعت کو اچھی لگے یعنی خوشی خوشی کھاؤ، یہ عربی محاورہ ہے۔

یعنی عورت خود استعمال کر لے یا شوہر کو دے، اُس کی مرضی ہے۔

آپ نے وہ واقعہ تو سُنا ہو گا جب اللہ کے نبیؐ نے ایک عورت کا نکاح چند سورتوں کے حق مہر پر کیا تھا۔ اللہ کے نبیؐ نے پوچھا قرآن کا کچھ حصّہ یاد ہے، صحابی نے کہا جی ہاں، آپؐ نے فرمایا یہ سورتیں اُس عورت کو سِکھا دینا یہی حق مہر ہے۔ عورت نے بھی قبول کر لیا۔ نکاح بہت آسان تھا۔ مرد اور عورت آسانی سے نکاح کر لیتے تھے۔

اللہ کے نبیؐ نے حضرت صفیہؓ کا حق مہر اُن کی آزادی رکھا تھا۔ حالات کے مطابق ہو گا۔

پسندیدہ حق مہر کیا ہے؟ کم ہو۔ مرد کو تنگ نہ کیا جائے۔ اللہ کے نبیؐ نے فرمایا؛ وہ عورت مرد کے لئے بابرکت ہے جس کا حصول آسان ہو۔

جس دلہن کا جوڑا ہی تین لاکھ کا ہو؟ ہم نے اپنی شادیوں کے اخراجات بہت بڑھا لئے ہیں۔

اپنا جائزہ لیں۔

وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِیْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِیٰمًا وَّارْزُقُوْهُمْ فِیْهَا وَاكْسُوْهُمْ وَقُوْلُوْا لَهُمْ
قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ﴿۵﴾ وَابْتَلُوا الْیَتٰمٰی حَتّٰۤی اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ۚ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْۤا اِلَیْهِمْ
اَمْوَالَهُمْ ۚ وَلَا تَاْكُلُوْهَاۤ اِسْرَافًا وَّبِدَارًا اَنْ یَّكْبَرُوْا ؕ وَمَنْ كَانَ غَنِیًّا فَلْیَسْتَعْفِفْ ۚ وَمَنْ كَانَ فَقِیْرًا
فَلْیَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَیْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا عَلَیْهِمْ ؕ وَكَفٰی بِاللّٰهِ حَسِیْبًا ﴿۶﴾

اور تم کم عقلوں کو اپنے وہ مال مت دو جن کو خدا تعالیٰ نے تمھارے لیے مایۂ زندگانی بنایا ہے اور ان مالوں میں سے ان کو کھلاتے رہو پہناتے رہو اور ان سے معقول بات کہتے رہو۔(۵) اور تم یتیموں کو آزمالیا کرو یہاں تک کہ جب وہ نکاح کو پہنچ جاویں پھر اگر ان میں ایک گونہ تمیز دیکھو تو ان کے اموال ان کے حوالے کر دو۔ اور ان اموال کو ضرورت سے زائد اُٹھا کر. اور اس خیال سے کہ یہ بالغ ہو جاوینگے جلدی جلدی اُڑا کر مت کھاڈالو اور جو شخص مستغنی ہو سو وہ تو اپنے کو بالکل بچائے۔ اور جو شخص حاجتمند ہو تو وہ مناسب مقدار سے کھالے پھر جب ان کے اموال ان کے حوالے کرنے لگو تو ان پر گواہ بھی کر لیا کرو اور اللہ تعالیٰ ہی حساب لینے والے کافی ہیں۔(٦)

ان دو آیات میں اللہ تعالیٰ نے مال کی اہمیت بتائی ہے۔ ان دو آیات کا موضوع رکھ سکتے ہیں۔ مال ضائع نہ کرو۔ بات وہی ہے جو پیچھے چل رہی تھی۔ کہ یتیم کے مال کی حفاظت کرو۔

السُّفَهَآءَ : وہ لوگ یعنی بچے جو مال کی دیکھ بھال نہیں کر سکتے۔ کچھ خواتین جو مال کو سنبھال نہیں سکتیں۔ اُن کو پیسہ ہاتھ میں نہ دو اُن کی ضروریات پوری کر دو۔

ہمارے ہاں دو انتہائیں ہیں۔ یا تو ہم کہتے ہیں کہ مال بہت بُرا ہے۔ آپ خود سوچیں ہمارے پاس پیسہ نہ ہو تو ہماری ضروریات کیسے پوری ہوں؟ اسلام مال کو بُرا نہیں کہتا۔ مال کو خیر کہتا ہے۔ مال ضرورت کے لئے ہے۔ جو مرد بیوی بچوں پر خرچ نہیں کرتے وہ کنجوس ہوتے ہیں۔

ایک دفعہ ایک عورت اللہ کے نبیؐ کے پاس آئی کہ مجھے فلاں فلاں مرد نے نکاح کا پیغام بھیجا ہے آپؐ کا کیا مشورہ ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ فلاں کی آنکھ میں بھینگا پن ہے اور فلاں کا ہاتھ تنگ ہے (کنجوس ہے)۔ ایک اور موقع پر اللہ کے نبیؐ نے مشورہ دیا کہ فلاں تو عورتوں کو مارتے ہیں۔

جو مرد عورت پر خرچ نہیں کرتے عموماً اُن کے دل بھی تنگ ہوتے ہیں۔ کنجوس مرد جو خود پر خرچ نہیں کرتا آپ کی بیٹی پر بھی خرچ نہیں کرے گا۔

عموماً مرد خرچ کرتے اچھے لگتے ہیں۔ گھر والوں کے لئے کچھ لے کر آتے ہیں۔ یہ عورت کے لئے اللہ کی طرف سے آزما ہے۔

مال کو ضائع نہ کریں۔ مال کھانے سے کم نہیں ہوتا ضائع کرنے سے ہوتا ہے۔ پہننے سے کم نہیں ہو گا لیکن پہن کر اگر فخر اور غرور کرینگے تو پھر خرابی پیدا ہو گی۔

اللہ تعالیٰ حکم دیتے ہیں۔ کہ دوسروں کے مال کی حفاظت کرو۔ ضروریات پر خرچ کرو۔ جب یتیم سنبھالنے کے قابل ہوں تو پھر مال اُن کے حوالے کر دو۔ مال ضائع نہ کرو۔ اگر خود غنی / مالدار ہو تو یتیم کے مال سے کچھ نہ لو لیکن اگر خود ضرورت مند ہو تو دیکھ بھال کے ضمن میں کچھ لے سکتے ہو۔

مالی معاملات میں مرد زیادہ قابل ہوتے ہیں لیکن کچھ عورتیں بھی بہت قابل ہوتی ہیں۔گھر میں باہمی رضامندی سے خرچ کریں۔ اعتماد کی فضا قائم کریں۔صلاح مشورے سے خرچ کریں۔

اگر کوئی مرد گھر خرچ نہ دے؟

ہندہ ابوسفیان کی بیوی اللہ کے نبیؐ کے پاس آئی کہ اُن کا شوہر گھر کا خرچ نہیں دیتا کیا اُسے بتائے بغیر اُس کے مال میں سے خرچ کر سکتی ہوں۔ آپؐ نے فرمایا کہ ضرورت کے مطابق لے سکتی ہو۔

بعض مرد شکّی ہوتے ہیں؛ آپ اُن کا شک دُور کر دیں۔اُن کو احساس دِلا دیں مجھے آپ کی ضرورت ہے پیسے کی نہیں۔

غیر ذمّہ دار کو پیسہ نہ دیں۔ بعض اوقات کچھ فقیر بھی مانگتے ہیں۔ آپ اُنہیں پھل لے دیں۔یا کسی ضرورت مند کو کپڑے لے دیں۔

کسی غریب کی بیٹی کی شادی ہے تو ساری زکٰوۃ کی رقم نہ دیں۔ بعض اوقات وہ پیسے کو صحیح جگہ خرچ نہیں کرتے۔ آپ ضرورت کا سامان لے دیں۔

کیا میں مالی معاملات میں توازن رکھتی ہوں؟

ایک شخص اللہ کے نبیؐ کے پاس اپنی ضرورت کے لئے آیا۔ آپ کے پاس کچھ نہیں تھا۔ آپؐ نے عثمانؓ کے پاس بھیجا۔وہ شخص جیسے ہی اُن کے گھر کے باہر پہنچا اندر سے آواز آئی کہ عثمانؓ بیوی سے ناراض ہو رہے تھے کہ جب ایک چراغ سے گزارہ ہو سکتا ہے تو دو کیوں جلائے؟ وہ شخص سوچ میں پڑ گیا کہ اتنا کنجوس شخص مجھے کیا دے گا اور واپس آ گیا۔اللہ کے نبیؐ نے دوبارہ بھیجا کہ تم جاؤ تمہاری مدد

ہو گی۔ وہ واپس آیا تو عثمانؓ نے سونے کے سکّوں کی تھیلی اُس کو دی۔ وہ شخص رہ نہ سکا کہ ابھی تو آپ بیوی سے ناراض ہو رہے تھے اور مجھے اتنا مال دے دیا۔ عثمانؓ نے فرمایا وہ مال مجھ پر خرچ ہو رہا تھا مجھے اُس کا حساب دینا تھا یہ مال اللہ کی راہ میں دے رہا ہوں۔

اپنی ذات پر کتنا خرچ کرتی ہوں۔ اللہ کی راہ میں کیا دیتی ہوں؟

ہر وقت چیزوں کا نہ سوچتی رہیں۔ اپنی ضرورت پوری کر لیں اور دوسروں کی مدد کریں۔

مال ضائع نہ کریں۔ بچوں کو بھی یہی سکھائیں۔ مال کی قدر کریں۔ گھر کے سامان کو بلاوجہ ڈسٹ بن/ کوڑے دان میں نہ پھینکیں۔ مال کی قدر کریں انشاءاللہ آپ کو مزید بہت ملے گا۔